

انتقاد

وحدت امت

جناب مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے وحدت امت اور "اختلافات امت اور ان کا حل" کے عنوانات پر دو تقریریں فرمائی تھیں۔ یہ رسالہ جناب مفتی صاحب کی ان دو تقریریں پوشتمل ہے۔ جسے مولانا حکیم عبدالحیم اشرف نے مکتبہ المنبر لاہل پور سے شائع کیا ہے۔

جناب مولانا مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے عنوان یہ دیا گیا ہے کہ امتِ اسلامیہ ایک ناقابل تقسیم وحدت ہے، یہ بات اپنی بھگ بائلکل صحیح اور ناقابلِ انحراف و حقیقت ضرور ہے، مگر ہمارے حالات، واقعات دنیا کو اس کے خلاف یہ دکھلا رہے ہیں کہ یہ امت ایک ناقابلِ اجتماع تشتت ہے۔

اس "ناقابلِ اجتماع تشتت" کو مفتی صاحب موصوف نے یوں بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہمارے ہاں سیاسی، تسبیح، پیشہ و رانہ اور امیر غریب کے تو جگڑے ہیں، لیکن "زیادہ افسوس اس کا ہے کہ دین اور خدا پرستی غیر وہ کو اپنا بنانے اور تسبیح، نسل، دین اور سماں تفرقوں کو ہٹانے ہی کا نسخہ اکسیر تھا۔ آج وہ بھی ہمارے لئے جنگ دجل اور عداوتوں اور جھجوڑوں کا ذریعہ بن گیا۔ جس نے پوری ملت کو دینی و دینوی ہر اعتبار سے بلاکت کے خار میں دھکیل دیا۔

اس سے پچھنے کا کوئی علاج نظر نہیں آ رہا۔ ہماری ہتر تنظیم تفریق اور ہر اجماع افتراق کا سامان بہم پہنچاتا ہے اور یہی وہ روگ ہے جسیں نے ملتِ اسلامیہ کو اس عظیم الشان عدوی اکثریت کے باوجود پس ماندہ بنایا ہوا ہے..... ہمارے علماء، اہل فکر و نظر اپنے جزوی اور فروضی

اختلافات اور بہت سے غیر ضروری مسائل میں ایسے الجھ گئے کہ ان کو اسلام کی سرحدوں پر ہونے والی بلغار کی گویا خبر ہی نہیں"

جناب مولانا مفتی صاحب نے ان اختلافات کے اسباب بیان فرمائے اُنہیں دوڑ کرنے کی راہ قدر عمل بنائی ہے اور علمائے کرام سے اپیل کی ہے کہ وہ باہم نہ لڑیں جھگڑیں اور متعدد ہو کر الحما و بے دینی اور تحریف قرآن و سنت کے مقابلے کے لئے اپنے زور زبان اور زور قلم کو وقف کروں۔ اور امید ظاہر کی ہے کہ "اگر حضرات علماء اس طرف متوجہ ہو گئے اور کام شروع کیا تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ان میں نصرا اللہ یتیم عوکم ریعنی اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا، آنکھوں سے پورا ہوتا ہوا مشاہدہ کریں گے"

جناب مفتی صاحب نے اپنی ان تقریروں میں دو بڑے سبق آموز واقعات بیان فرمائے ہیں۔ ایک واقعہ حضرت سید مولانا انور شاہ صاحب کا ہے۔ وہ ایک جلسے میں قادیاں میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ وہاں ان کو مفتی صاحب نے ایک بیچ نماز فخر کے وقت سر پر یکٹے ہوئے بہت منفوم بیٹھے دیکھا، وجہ پوچھی تو انہوں نے فرمایا کہ یوں ہی عمر منائع کر دی۔ جب مفتی صاحب نے اس کی دضاحت چاہی تو حضرت سید مولانا انور شاہ صاحب نے فرمایا:-
"ہماری عمر کا، ہماری تقریروں کا، ہماری ساری کہداں کا خلاصہ یہ رہا ہے کہ درسرے مسلکوں پر خصیت کی ترجیح قائم کر دیں..... اب عنور کرتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ کس چیز میں عمر بر باد کی؟....."

اسی سلسلے میں حضرت شاہ صاحب نے فرمایا۔ تو جس چیز کو نہ دنیا میں کہیں بخسرا ہے نہ بزرخ میں نہ محشر میں، اسی کے پیچے پڑ کر ہم نے اپنی عمر منائع کر دی، اپنی قوت صرف کر دی اور جو صحیح اسلام کی دعوت تھی، مجتمع علیہ اور سبھی کے ماہین جو مسائل متفقہ تھے۔ اور دین کی جو ضروریات سبھی کے نزدیک اہم تھیں، جن کی دعوت انبیائے کرام نے کرائے تھے، جن کی دعوت کو عام کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا تھا اور وہ مسکرات جن کو مٹانے کی کوشش ہم پر فرض کی گئی تھی، آج یہ دعوت تو نہیں دی جا رہی۔ یہ ضروریاتِ دین تو لوگوں کی نکالا ہوں سے اوجملہ ہو رہی ہیں..... اور وہ مسکرات جن کو مٹانے میں ہمیں لگے ہونا چاہیے تھا، وہ پھیل رہے

پیں..... لیکن ہم لگئے ہوئے ہیں ان فرعی دفروں کی بخوبی میں ۔"

دوسرا اہم واقعہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب تدرس اللہ سرہ کا ہے، مفتی صاحب نے اسے یوں نقل کیا ہے:-

"مالکہ کی قید سے والپس آنے کے بعد ایک رات بعد عشاء دارالعلوم (دیوبند) میں تشریف فرمائی۔ علماء کا مجمع سائنسی تھا۔ اس وقت فرمایا کہ "ہم نے تو مالکہ کی زندگی میں دو سبق سیکھے ہیں..... میں نے جہاں تک جیل کی تنبتاں میں اس پر غور کیا کہ پوری دنیا میں مسلمان دینی اور دنیوی ہر حیثیت سے کیوں تباہ ہو رہے ہیں تو اس کے دو سبب معلوم ہوتے، ایک ان کا قرآن کو چھوڑ دینا اور دوسرا سے آپس کے اختلافات اور خانہ جنگی۔ اس لئے میں دہیں سے یہ عزم لے کر آیا ہوں کہ اپنی باقی زندگی اس کام میں صرف کروں کہ قرآن کریم کو لفظاً اور معناً عام کیا جائے، پھر کے لئے لفظی تعلیم کے مکاتب ہر ہب تی بستی میں قائم کئے جائیں۔ بڑوں کو عوامی درس قرآن کی صورت میں اس کے معانی سے روشنایا کرایا جائے اور قرآنی تعلیمات پر عمل کے لئے آمادہ کیا جائے اور مسلمانوں کے باہمی جنگ بدجلال کو کسی تمیت پر برداشت نہ کیا جائے ۔"

جناب مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے اس امر پر بڑے رنج دالم کا اخبار کیا ہے کہ اسلام کی دعوت نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ کل انسانوں کو ایک کرنے کی تھی۔ اور "اسلام نے ایک ایسی حدود کی طرف دعوت دی جس میں تمام انسانی افراد بلا کسی مشقت کے شریک ہو سکتے ہیں۔ مگر اب میں یہ دیکھتا ہوں کہ یہ ایک عقیدہ اور نظری ہے جو زبانوں پر جاری اور کتابوں میں لکھا ہوا ہے، لیکن جب اپنے گرد پیش ہی نہیں، بلکہ مشرق و مغرب کے انسانوں کے حالات کا جائزہ لیا جائے تو اس کے بعض یہ محسوس ہونے لگتا ہے کہ یہ ملت ایک تفرقہ ہے، جس میں اجتماع کا امکان دُور و دور نہیں۔ وہ ملت جس نے دنیا کے تمام انسانوں کو ایک خدا کی اطاعت پر جمع کر کے ایک بارہی بنانے کی دعوت دی تھی آج وہ ملت ہی طرح طرح کے تفرقوں میں بستلا، ایک دوسرے سے بیزار اور بسر پیکار نظر آتی ہے، مفتی صاحب نے ان تفرقوں کا تجزیہ فرمایا ہے، اور ان کا علاج بھی تجویز کیا ہے۔ سب

پہلے تو ان کا یہ ارشاد ہے کہ نظری مسائل میں اختلاف رائے ایک فطری اور طبعی امر ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ امداد اتنا یہ کہ علاوہ غیر منصوص یا بعین معاملات، حلال و حرام، جائز و ناجائز میں بھی صحابہ کرام اور تابعین میں اختلاف رائے ہتا۔ اس لئے ہمارے ہاں جو بعض مسائل میں نظری اختلافات پائے جاتے ہیں، ان کی پناہ پر گروہ بندی اور ایک گروہ کا دوسرے گروہ کو مردود اور گمراہ قرار دینا غیر مستحسن ہے۔ بے شک صحابہ اور تابعین کے ہاں اختلافات تھے، لیکن ”ان اختلافات کی پناہ پر ایک دوسرے کے خلاف جنگ وجدی یا سب و شتم، توہین، استہزا و فقرہ بازی کا تو انسے مقدس زمانوں میں کوئی تصور ہی نہ تھا“

حضرت مفتی صاحب نے اس غیر مستحسن صورت حال کے اسباب بھی بتائے ہیں جن میں سے ایک ان کے نزدیک یہ ہے: خدا اور آنحضرت سے غفلت اور دوسری قوموں کی طرح صرف دنیا کی چند روزہ مالی و دولت اور عزت دجاء کی ہوں ہے لگام ہے۔ اس کا تکھری سیاست تجارت اور حصولِ مناسب میں بھی ہوتا ہے، اور مفتی صاحب کے الفاظ میں ”کبھی مذہبی اور دنیی نظریات کی آڑ اور مختلف نظاہموں کے روپ میں ہمیں ایک دوسرے کے خلاف اہانت کا فریبیہ بن جاتی ہے.....“

جناب مفتی صاحب نے یہ سب باتیں بڑی درود مددی، سوز دل اور خلوص سے فرمائی ہیں چنانچہ جہاں تک مسلمانوں کے ان فرقوں کا تعلق ہے، جن میں مفتی صاحب موصوف کے نزدیک مخفی فروعی اختلافات ہیں، ان کو ان اختلافات کے باوجود ایک دوسرے سے قریب آنے کی ان تقریبیوں میں بہت مؤثر، مدلل اور قائل کرنے والی دعوت دی گئی ہے۔ اس لحاظ سے ان تقریبیوں کا اس رسالے کی شکل میں شائع کرنا بہت مفید ہے، اور امید ہے، اس سے خاطر خواہ متائج نکلیں گے۔

لیکن وہ فرتے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، اور مفتی صاحب اور ان کے ہم سلک علماء ان سے اپنے اختلافات کو فروعی سے زیادہ اصولی اور بنیادی مانتے ہیں۔ کیا ان کو دحدتِ امت میں شامل کرنے کی بھی کوئی صورت ہے۔ مفتی صاحب نے اس پر روشنی نہیں ڈالی۔ نیز اسلام کی تمام انسانیت کو متحد کرنے کی جو دعوت ہے۔ یہ اتحاد کن اصولوں پر مبنی ہے۔ اس پر کوئی بحث نہیں کی گئی۔ آج مخفی اہل سنت والجماعت کو امت سمجھنا اور اُس کی دھمک پر اکتفا کر لینا اصل مسئلہ نہیں۔ (محمد صدیق)